

اس وقت کثوت کے ساتھ خدا کی راہ میں تقویٰ شعار خرج کرنے والے چاہئیں جن کو اللہ کی تقدیر بروکت دے

جو خدا کی راہ میں خساست سے کام لیتے ہیں ان کی حالت ہمیشہ بد سے بدتر ہوتی چلی جاتی ہے

خطبہ جمعہ کا یہ متن اوراق الفرش اپنی نسخہ ای پر مشتمل ہے۔

(خطبہ جمعہ کا یہ متن اوراق الفرش اپنی نسخہ ای پر مشتمل ہے)

رہتا ہے۔ یہی تشریح حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آله وسلم نے مختلف اصطلاحوں کے معنی میں بیان فرمائی کہ مومن کی نماز تو ایسی ہے جیسے خدا سے دیکھ رہا ہو یادہ خدا کو دیکھ رہا ہو۔ اور دوسرا بیانی صفت یہ ہے کہ ممّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ جو کچھ ہم نے ان کو عطا کیا ہے اس میں سے وہ ضرور خرج کرتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں۔

اب لفظ غیب ہے جس کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں دنیا میں کئی قسم کی خرابیاں دکھائی دکھائی دیتی ہیں۔ بعض لوگوں کے لئے غیب سے مراد یہ ہے کہ اللہ ان کی زندگی میں کبھی بھی حاضر نہیں ہوتا ہے وہ غائب ہی رہتا ہے۔ نماز کے وقت بھی غائب ہوتا ہے اور خرج کے وقت بھی غائب ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہمیں خدا نے عطا فرمایا ہے اس کا خدا کو بھی علم نہیں۔ ہم جانتے ہیں جو ہمیں ملا ہوا ہے اور کوئی مگر ان نہیں۔ ہم جو چاہیں خرج کریں، بتنا چاہیں سمجھیں کہ خدا نے دیا ہے وہ چونکہ غیب ہے اس کو کیا پڑے۔ یعنی دینے والا تو غائب ہے اور لینے والا حاضر ہے۔ اس غیب کو نہ سمجھنے کے نتیجے میں تمام دنیا میں ان لوگوں کے چندوں میں کمزوری آجائی ہے جو غیب کا یہ مطلب لیتے ہیں۔ ممّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ کا بالکل الگ مفہوم ہے جس کو لے کر وہ آگے بڑھتے ہیں۔ ان کے تمام چندے میں ہیں اس بات پر کہ جو کچھ ہمیں ملا ہے ہم ہی جانتے ہیں، کسی کو علم نہیں۔ اللہ بھی غائب، لوگ بھی غائب اور ہم بتنا چاہیں خرج کریں ہم یہی کہہ سکتے ہیں، کسی دکھائی کہتے ہیں کہ دیکھو ہم دین کی راہ میں خرج کر رہے ہیں۔ لیکن اس شرط کو پورا نہیں کرتے اور اسی شرط کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان کی ایک اور صفت بعد میں بیان فرماتا ہے یعنی سورہ البقرہ کی وہ دس اور گیارہ آیات جن کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھی۔ يَعْلَمُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ أَمْتُوا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

اب نظام جماعت سے جو لوگ اپنی آمد چھپاتے ہیں نظام جماعت کا اکثری سلوک ہے کہ ان کے معاملات میں اندر اتر کر ان کا جائزہ نہیں لیتا تو وہ ان سے غیب بھی رہتے ہیں اور کہتے ہیں بس اتنا ہی ہمیں خدا نے دیا تھا اتنا ہی ہم اسی حساب سے خدا کو اپس کر رہے ہیں۔ اور اللہ کو بھی دھوکہ دیتے ہیں اور ان مومنوں کو بھی جو خدا کے نظام کی خلافیت پر مامور ہوتے ہیں۔

یہی يَعْلَمُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ أَمْتُوا أَنْفُسَهُمْ امْتُوا سے مراد نظام جماعت کا وہ حصہ ہے جو جماعت احمدیہ کے انفاق فی سبیل اللہ پر گران ہے لیکن دھوکہ دینے کی کوشش تو کرتے ہیں۔ وَ مَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ وہ ہر گز دھوکہ نہیں دے سکتے، نہ دیتے ہیں مگر اپنے نفسوں کو۔ مرنے کے وقت ان کو سمجھ آئے گی کہ ہم کس کو دھوکہ دیتے رہے ہیں اور کیا دھوکہ دیتے رہے ہیں جب خرج کا وقت گرچا ہو گا۔

ایسے لوگوں کے متعلق ایک اور پیشگوئی ہے دیتے کہ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَرَأَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا یہ لوگ جو خدا کی راہ میں خساست سے کام لیتے ہیں ان کی حالت ہمیشہ بد سے بدتر ہوتی چلی جاتی ہے۔ کن معنوں میں وہ بد سے بدتر ہوتی ہے اس کی بہت بڑی تفصیل ہے جس کے متعلق بعض دوسرے موقع پر میں نے بیان بھی کیا تھا کہ سب سے پہلے تو ان کے دل کا امن اٹھ جاتا ہے۔ نہ ان کی اولادیں ان کی رہتی ہیں، نہ اموال کے وہ فوائد ان کو پہنچتے ہیں جو دل کو تسلیم بخشنے والے فوائد ہیں۔ ایک بھڑکی سی گلی رہتی ہے کہ اور کماں، اور کماں ایں اور الٹھاکر لیں لیکن وہ اکٹھاکرنا جنم کی آوان ہے جو یہ کہتی ہے هل میں مزید۔ جب بھی جنم سے پوچھا جائے گا، یعنی اللہ تعالیٰ ایک تیشی زبان میں ہمیں بیمار ہے کہ اور

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده ورسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمن الرحيم۔

الحمد لله رب العلمين - الرحمن الرحيم - ملك يوم الدين - إياك نعبد وإياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين -

فَإِنَّمَا ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رِبَّ فِيهِ هُدَىٰ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيَقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا

رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ

سورة البقرہ کی یہ پہلی آیات ہیں جن کی میں نے تلاوت کی ہے۔ اسی تعلق میں بعد میں آئے والی بعض آیات کی بھی تلاوت کروں گا تاکہ ان دو مقامیں کو جو ظاہر الگ بین الکھابان دردھ دوں۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۲۰ اور ایں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

يَعْلَمُونَ اللَّهُ وَالَّذِينَ أَمْتُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

فَرَأَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْلُبُونَ

اللَّمَّا أَنَا اللَّهُ أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ بِهُوَ سَبَبٌ سَبَبٌ زِيَادَةٌ جَانِبَةٌ وَاللَّمَّا ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رِبَّ فِيهِ يَوْمٌ

كتاب ہے جس کے بارے میں قطعاً کوئی شک نہیں، نہ کسی شک کی گنجائش ہے۔ یہاں ذلک الكتاب سے

قرآن کی عظمت کی طرف بھی اشارہ ہے۔ اور ان پیشگوئیوں کی طرف بھی جن میں قرآن کریم کے ظہور کا ذکر فرمایا گیا تھا۔ تو ذلک ایک بعد کا صیغہ ہے جو عظمت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور بہت پہلے کی کہی گئی باتوں سے متعلق بھی لفظ ذلک ہی استعمال ہو گا۔ تو مراد یہ ہے کہ میں اللہ سب سے زیادہ جانے والا ہوں اور یہ کتاب جس کی عظمت کو انسان چھو نہیں سکتا وہ بھی بہت اوپری کتاب ہے۔ اور الكتاب لَا رِبَّ فِيهِ يَوْمٌ

رِبَّ فِيهِ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔ یہ وہ قرآن ہے جس کی تلاوت کی جارہی ہے۔ اور ساتھ ہی اسے

فرمایا گیا کہ یہ وہ قرآن ہے جس کی باتیں گروشنے انبیاء نے بھی کی تھیں اور اپنی اپنی قوموں سے وعدہ کرتے آئے تھے کہ ایک کامل کتاب اتاری جائے گی۔ پس یہ وہ کتاب ہے جو اتاری گئی ہے اور فرمایا اس کی خاص

صفت یہ ہے لا رِبَّ فِيهِ ایک ذرہ بھی اس میں شک نہیں، کسی شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ مگر ہدئی

لِلْمُتَّقِينَ ہدایت صرف متقویوں کو دے گی۔ غیر متقوی اس کتاب کے متعلق لا کھ شک میں بیتلار پیں باشک پیدا

کرنے کی کوشش کرتے رہیں تقویٰ شرط ہے ہدایت کے لئے جو یہ کتاب لے کے آئی ہے۔ اگر تقویٰ سے

عاری دل ہیں اگر دل بنیادی سچائی کے تصور سے ہی خالی ہیں تو ان کے لئے یہ کتاب کی ہدایت کا موجب نہیں

ہو گی۔

پھر فرمایا الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَهُوَ كُونُ لَوْگُ ہیں جو ترقیٰ سے بھرے ہوئے دل رکھتے ہیں۔

يَعْلَمُونَ بِالْغَيْبِ وَهُوَ إِيمَانٌ لَا تَرَى

اب اللہ کی ذات ایک حیثیت سے غیب ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں اکثر انسانوں کی زندگی سے اللہ تعالیٰ غیب میں رہتا ہے۔ لیکن يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ کا مطلب یہ ہے کہ وہ غیب

ان کے لئے حاضر ہو جاتا ہے۔ وہ ایک ایسے غیب پر ایمان لاتے ہیں جو بھیش ان کے ساتھ رہنے والا غیب

ہے۔ نہ دکھائی دیتے کے باوجود وہ بھیش کا ساتھ ہے۔ اور جب ایسے خدا کے اور پر ایمان لاتے ہیں جس کے بھیش

حاضر ہوئے کا پیغمبر دل میں ہو تو اس کے نتیجے میں دوباریں خود پیدا ہو گئی۔

يَقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَهُوَ مَنَازِرٌ لِلَّهِ تَعَالَى كَرَتَتْ

قصور میں تمازیں پڑھتے ہیں کیونکہ وہ غیب جس پر ایمان ہے وہ حاضر ہو جاتا ہے اور نمازوں میں ان کے سامنے

لِلَّمَّا كَرَتَتْ

چاہئے کچھ ایسے ہے اور اس کے فرشتے مامور ہیں کہ ان کے لئے دعائیں کریں اور ان جیسے خدمتگار اور پیداکرنے کے سامان پیدا کریں۔ اور یہ بات میرے وسیع تجربے میں ہے۔ ہمیشہ خدمت دین کی خاطر دل کھونے والوں کے ساتھ ویسے ہی لوگ اور پیدا ہوتے رہتے ہیں جو نہ صرف اموال خرچ کرنے میں تردد نہیں کرتے بلکہ وقت خرچ کرنے میں تردد نہیں کرتے۔ انہی کی طرح نیک بنتے چلے جاتے ہیں اور یہ وہ سلسلہ کی اہم ضرورت ہے جسے ہمیں پورا کرنا چاہئے۔ اس وقت کثرت کے ساتھ خدا کی راہ میں تقویٰ شعار خرچ کرنے والے چاہئیں جن کو اللہ کی تقدیر یہ برکت دے، جن کے اپنے اموال میں بھی برکت پڑے لیکن ان کے ساتھیوں میں بھی برکت پڑے اور ان کے نیک اعمال میں برکت پڑے۔ اس طرح جماعت کو ہر قسم کے خدمتگار ہمیا ہونے شروع ہو جائیں اور ایسا ہو رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اور بھی ہو اور امریکہ کی جماعتوں بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔

دوسرے آہتا ہے اے اللہ روک رکھنے والے کبوتوں کو ہلاکت دے۔ اس کمال و متعاب بر باد کر۔ اب یہ دعا تو عام دنیا اور روک رکھنے والے کے حق میں بھی بھی نہیں ہوتی۔ بالکل ظاہر ہے کہ جو خدا کے بندرے بننے ہوئے ہیں جن کا فرض تھا کہ خدا کی راہ میں کھل کر خرچ کریں وہ اگر خسیں ہوں اور خرچ کرنے کی توفیق نہ ہو تو یاد رکھیں فرشتوں کی بد دعا ان پر پڑتی ہے اور فرشتے عرض کرتا ہے اس کو ہلاکت دے اور اس کے مال و متعاب کو بر باد کر۔ اب ایسے مال و متعاب بر باد ہوتے ہوئے بھی ہم نے کسی طرح دیکھے ہیں۔ میرے علم میں ایسے لوگ ہیں جن کی تفصیل میں جانے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، ان کا نام بتانے کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا، لیکن ایک کیفیتی (Category) ہے، ایک کلاس ہے، ایک قسم کے لوگ ہیں جن میں لوگ اپنے گروپوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے بہت کمایاں کر کے بہت جوڑا اور پھر خیال آیا کہ اس کو تجارت میں لایاں اور اکثر صورتوں میں ساری تجارتیں بر باد ہو سکیں جو کچھ مجھ شدہ پوچھی تھی وہ ہاتھ سے جاتی رہی اور کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔ سو فرشتوں کی یہ دعا بے معنی نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں اس کو ہلاکت دے اور اس کمال و متعاب بر باد کر۔ تو اس روک رکھنے کا یا فائدہ جو کسی کام بھی نہ آئے۔

اس ضمن میں ایک اور حدیث بخاری کتاب الزکوۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حدیث میں ایسے بندوں کی گرفتاری کرتا ہے جو اپنے آپ کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ خیال کہ وہ خدا کی نظر سے او جملہ رہ جاتے ہیں یہ بالکل غلط اور یہودہ خیال ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا گیا ہے۔ اس حدیث کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ سمجھیں۔ یہ مراد نہیں ہے کہ دنیا میں جتنے لوگ اموال مکاتے ہیں ان سب پر اس حدیث کا اطلاق ہو رہا ہے۔ اس حدیث کا اطلاق خدا کی راہ میں خرچ کرنے والوں پر ہوتا ہے جن سے توقع کی جاتی ہے کہ جو کچھ اللہ انہیں عطا فرماتا ہے اس میں سے وہ دس گے۔ پہنچا پر ایک نگرانی صبح دشام ہو رہی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے جو بخاری کتاب الزکوۃ سے لی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ خرج کرنے والے کی کو اور دے۔ اب یہ تو مرا دنیس ہے کہ ہر خرچ کرنے والے کے لئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں۔ مراد وہی لوگ ہیں جن کا میں ذکر کر چکا ہوں کہ جن کو خدا کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے اور دل کھول کر خرچ کرتے ہیں۔ ایک کہتا ہے اے اللہ خرج کرنے والے کی کو اور دے اور اس کے نقش تدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ ظاہر ہے کہ یہاں تک صرف نیک لوگ مراد ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے نیک لوگوں کی مثال پر آہتہ آہتہ خدمت کرنے والے پیدا ہوتے رہتے ہیں اور جو پیدا ہوتے ہیں ان کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بعض صحابہ کی مثال پیش فرماتے ہیں جن کا مسئلک بالکل مختلف تھا۔ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں مالی تنگی کے واقعات بھی ملتے ہیں مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ جماعت دیسے ہی متغیر غریب تھی اور اس غربت کی وجہ سے معمولی پیسے پیسے اور کرنا بھی مشکل ہو جایا کرتا تھا۔ اب تو حالات بدلتے چکے ہیں لیکن ایک ایسے طریق پر بدلتے ہیں جن سے دل کو دکھ پہنچاتے ہے۔ ظاہری طور پر جماعت کے بہت سے لوگ امیر ہو رہے ہیں اور دل غریب

حضرت منشی ظفر احمد صاحب عرض کرتے ہیں میں نے اثبات میں جواب دیا اور کپور تھلہ والیں آکر اپنی الہیہ کے سونے کی ترقی فروخت کر دی۔ اس زمانے میں سانحہ روپے میں سونے کی ترقی فروخت ہوئے کا مطلب یہ ہے کہ کافی وزنی ہو گی اور بہت قیمتی ہو گی اور احباب جماعت میں سے کسی سے ذکر ہی نہیں کیا۔ آگے ان کے الفاظ ہیں بڑے مزے کی باتیں کیا کرتے تھے۔ اور سانحہ روپے لے کر میں اُن تو دوڑتے ہوئے چلا گیا یعنی ہلکے قدموں کے ساتھ ناچاہا گا تا سچ میں موجود کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ لدھیانہ جا کر پیش خدمت کئے۔ چند روز بعد منشی اردو ا صاحب بھی لدھیانہ آگئے۔ اب منشی اردو ا صاحب بھی غیر معمولی فدائیت کا جذبہ رکھنے والے انسان تھے۔ بے حد موقع کی تلاش میں رہنے والے کب جماعت کی خدمت کی توفیق ملے اور میں خرچ کر سکوں۔

حضرت مسح موعود علیہ السلام نے اس خیال سے کہ میں نے کہا تھا جماعت کپور تحلہ یہ رقم دے دے، اس خیال سے آپ نے سمجھا کہ کپور تحلہ نے ہی دئے ہوں گے۔ یہ بات حضرت مسح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشی اردوٹے خانؒ صاحب سے کر دی، کہ شکریہ آپ کی جماعت یہ موقع پر کام آئی۔ سائھر دوپی کی ضرورت تھی اور فوراً بنتی گئے۔ مشی اردوٹے خانؒ کو اتنا غصہ آیا کہ مشی ظفر احمد صاحبؒ روایت کرتے ہیں کہ پھر ساری عراس شخص نے مجھے معاف نہیں کیا کہ تم ہوتے کون تھے کہ ساری جماعت کی طرف سے آپ ہی خدمت کر دو۔ حضرت مسح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دیکھ لیا کہ غلطی ہو گئی ہے۔ کہا اسے ٹھنڈا کرو۔ آپ نے فرمایا مشی صاحب خدمت کرنے کے بات سے موقع آئیں گے آپ گھر ایں نہیں۔ اس کے باوجود کہتے ہیں مشی صاحب مجھ سے نہ اخ رہے۔ اور خدمت کے آپ کو بست موقع ملے ہیں اس میں کوئی عکس نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتیاسات چندوں سے متعلق میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ”اگر کوئی معابدہ نہیں کرتا تو اسے خارج کرنا چاہئے وہ منافق ہے۔“ - معابدہ سے مراد یہ ہے کہ جب کسی شخص کو جماعت کا ممبر بننے کی توفیق ملے اور اس کے نتیجے میں اس کو پستہ ہو کہ خدا مجھے کیا دیتا ہے، مجھے کیا اس کے حضور پیش کرنا چاہئے تو یہ ایک قسم کا انسان اور خدا کے درمیان معابدہ ہوا کرتا ہے۔ اور اگر کوئی معابدہ نہیں کرتا تو وہ منافق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں تک لکھتے ہیں ”اگر کوئی معابدہ نہیں کرتا تو اسے خارج کرنا چاہئے۔ وہ منافق ہے اور اس کا دل سیاہ ہے۔ ہم یہ ہر گز نہیں کہتے کہ ماہواری کے روپے ہی ضرور دو۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ معابدہ کر کے دو جس میں کبھی فرق نہ آوے۔“

اور اس معاہدہ کی مثال بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں، ”صحابہ کرام کو پہلے یہ سکھایا گیا تھا“۔ یعنی معاہدہ کس پیغمبر کو کہہ رہے ہیں، فرماتے ہیں ”صحابہ کرام رضوان اللہ علیم کو پہلے یہ سکھایا گیا تھا ان قاتلوا الیرٰ حتیٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ“۔ کہ تمہیں نیکی کا پتہ ہی نہیں کچھ جل سکتا، نیکی کرتے کس کو ہیں۔ حتیٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ یہاں تک کہ تم اس مال میں سے خرچ کرو جس کی محنت میں بتلا ہو۔ سو سارے لوگ جن کی ایک بھاری تعداد امریکہ میں موجود ہے وہ نیکی کا تصور بھی نہیں کر سکتے کیونکہ جس مال کی محنت میں بتلا ہیں وہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے ان کو روکتا ہے۔ ان قاتلوا الیرٰ اس کا مطلب ہے کبھی بھی تم نیکی کو نہیں پاسکو گے، یہ وہم و گمان ہے تمہارا تم نیکی حاصل کر لو گے، جس مال سے محنت ہو وہ خرچ نہیں کر سکتے تو نیکی کا کیا تصور۔

اس تعلق میں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ آیت یتار ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کے نتیجے میں خرچ ہو ناچاہے اور کنجوں سیوں کا علاج ہی محبت الہی ہے۔ جس شخص سے محبت ہو اس کی خاطر تو بعض عام آدمی بھی سب کچھ لانا دیا کرتے ہیں۔ روکر دین تو ناپسند کرتے ہیں، دکھ اٹھاتے ہیں اور بعض اس کی مثالیں میر

ہو رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ خبز دار فقر دل کا فقر ہوا کرتا ہے۔ غربت وہ ہے جو دل پر ٹوٹی ہے۔ ورنہ اگر انسان کے پاس خالی مال ہو اور وہ ظاہر سمجھی ہو تو اس کا کچھ بھی فائدہ نہیں کیونکہ دل کا غریب ہونا اس کے خرچ کی راہ میں حائل ہوا کرتا ہے۔ وہ للہ نہیں رہتا۔ دل کا وعے کے لئے تو کرسکتا ہے مگر اللہ کی غاطر نہیں کرتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے زیادہ پیار سے حضرت حکیم نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو بعد میں خلیفۃ المسیح الاول ہوئے، ان کا ذکر فرمایا ہے۔ اتنی محبت، اتنے پیار سے کہ رشک آتا ہے اس کو سن کر۔ جس پر خدا کا مسیح رشک کر رہا ہواں پہ ہم کیوں رشک نہ کریں۔ بت لبی عبارتیں ہیں ان میں سے میں نے صرف ایک چھوٹی سی عبارت چھپی ہے تاکہ تعلوٰۃ آپ کو بیساکوں کے انفاق فی سبیل اللہ کرنے کے لئے ہے۔ فرماتے ہیں، ”اگر میں اجازت دیتا۔“ یعنی مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر ہے۔ ”اگر میں اجازت دیتا تو سب کچھ اس راہ میں فراکر کے اپنی روحاںی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق دا کرتا۔“ یعنی خلیفۃ المسیح الاول کو اگر میں اجازت دیتا۔ صاف ظاہر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی راہ میں آپ کا اجازت نہ دینا را وک ہنا ہوا تھا۔

اور ایک اور سلیقہ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ادب کا یہ بھجھ آیا کہ جانتے تھے کہ خدا کی راہ میں سب کچھ خرچ کر دینا ایک دل کی تمنا ہے مگر امام کی اجازت کے بغیر نہیں کرنا۔ بہت برا امر تھا ہے۔ خواہش کے باوجود خرچ نہیں کر رہے۔ جنہوں نے سب کچھ جو خرچ کیا ہے وہ بھی بہت ہے لیکن جو نہیں کیا اور اس کی تمنا موجود ہے اس کی راہ میں صرف اجازت روک ہے۔ پس امام کا ادب اور اس کی اجازت آپ کے نزدیک ایک بہت اہم مقام رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں، ”ان کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں۔“ آپ یہ خطوط بہت لمبیں اور بڑے پر لطف بھی ہیں مگر دلگداز بھی ہیں۔ میں نے توجہ بھی ان کو پڑھ کر نانے کی کوشش کی ہے برداشت نہیں کر سکا۔ ہمیشہ جذبات سے اتنا مغلوب ہو جاتا رہا ہوں کہ گلے سے ٹھیک طرح آواز نہیں نکلتی تھی لیکن ایک چھوٹا سا اقتباس نمونہ میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ تحریر کا نمونہ آپ چیز کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حضرت خلیفۃ الرسل الاول لکھ رہے ہیں، یعنی حضرت حکیم نور الدین، ”میں آپ کی راہ میں قربان ہوں میرا جو کچھ ہے میرا نہیں، آپ کا ہے۔ حضرت پیر و مرشد امیں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں“ اب کمال راستی کشے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ آپ تو صدیق تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے تھے کہ راستی کے سوا اس کا کوئی کلام نہیں ہے مگر بھر بھی اپنے جوش میں عرض کرتے ہیں، ”میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہو جائے تو میں سراڈ کو پہنچ جائی۔“

اگر خرچ ہو جائے میں لفظ "اگر" وہ لفظ ہے جس کے متعلق میں پہلے بات کر چکا ہوں۔ روک تھی تو سچ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے روک تھی۔ آپ سب مال نہیں لینا چاہتے تھے اور یہ ایک ایسا اسلوب ہے ادب کا جسے جماعت کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ پیش کرتے ہیں بعض لوگ اور بھی ایسے ہیں اب بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ سب کچھ لے لیں لیکن میراں اجازت نہیں دیتا اور اس اجازت نہ دینے کا مجاز مجھے سچ موعود علیہ السلام نے بنایا ہے۔ آپ بھی بعض موقعوں پر اجازت نہیں دیتے تھے۔ اس لئے نہیں کہ نعوف باللہ آپ کو خدمت کرنے والے کے اخلاق پر شک تھا، اس لئے کہ آپ جانتے تھے کہ سب کچھ لیتا بعض خرامیاں بھی پیدا کر سکتا ہے۔ ایک ان میں سے مثلاً یہ ہے کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کی محرومی تکمیل ہو جائے گی۔ کچھ ایسے ہوں گے جو سب کچھ دے رہے ہوئے اور کچھ ایسے ہونے گے جو بہت کچھ اپنے لئے روک رکھ رہے ہوئے گے۔ قوان کے مقابل پر آکروہ اپنی کماییگی کے احساس کا عکار ہو جائیں گے۔ لیکن یہ ایک میرا خیال ہے بہت سے اور بھی مصالح ہیں جن کی وجہ سے حضرت سچ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کا سب مال قبول کرنے سے احتراز فرماتے تھے۔

اب اسی تعلق میں حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی ایک روایت بیان کرتا ہوں جو انہوں نے مشی ظفر احمد صاحب، اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی اور انہی کے الفاظ میں اسے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ یعنی حضرت خلیفۃ المساجد الادل، حضرت حکیم نور الدین کے علاوہ اور بھی بستے بزرگ تھے جن کی بھی تمنا تھی۔ حضرت شیخ محمد احمد صاحب روایت کرتے ہیں اپنے باپ کی زبان میں۔ ایک دفعہ حضور لدھیانہ میں تھے میں حاضر خدمت ہوا، یعنی حضرت مشی ظفر احمد صاحبؒ، میں حاضر خدمت ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ آپ کی جماعت سائٹھ روپے ایک اشتخار کے لئے جس کی اشاعت ضروری تھی برادرست کرے گی؟ اب انداز کریں وہ زمانہ کیا تھا ایک اشتخار کی اشاعت کے لئے آپ کو

نے آپ کو جماعت میں بھی دے دی ہیں۔ محبت کے نتیجے میں خرچ کرنا سیکھیں گے تو خرچ کرنے کا سلیقہ آئے گا۔ اگر محبت نہیں ہے تو خرچ بھی کچھ نہیں۔ پس جتنے بھی لوگ کہوں ہیں ان کی کنجوی کا ایک ہی علاج ہے اللہ کی محبت میں گرفتار ہونے کی کوشش کریں۔ اپنے عزیزوں کو جو دیتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اس کی بجائے اس کو کیوں نہیں دیتے جس نے خود ان کو دیا ہوا ہے۔ وہ بڑے پیار اور محبت اور امیدوں سے ان سے تقاضا کرتا ہے وہ ممکن رَزْقُهُمْ يُنْفِقُونَ کا جو معیار ہے وہ اونچا ہوتا چلا جائے گا۔

میں نے باہم جماعت کو یہ بات سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ خرچ کے لئے محبت کا ہونا ضروری ہے۔ اپنی اولاد پر صرف اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ آپ کو اس سے محبت ہے۔ اگر کسی سے محبت ہو اور وہ رذکرے تو آپ کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تو اللہ کے حضور خرچ کے لئے اللہ کی محبت پیدا ہونا ضروری ہے اور یہ محبت بغیر دعا کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت داؤد کی ایک دعا بڑی محبت سے پڑھا کرتے تھے حالانکہ آپ کے دل کی کیفیت حضرت داؤد کے دل کی کیفیت سے بہت اوپنی تھی مگر جب ایک ہی وجود کے دعماشت ہوں جن کے اندر رہ قابضہ نہ ہو بلکہ رشک کا جذبہ ہو تو ایسی صورت میں ضروری ہے کہ اس شخص کی محبت میں مگر فثار و درسرے کو دیکھ کر اس سے بھی محبت ہو جائے۔

آنحضرت ﷺ حضرت داؤد کی یہ دعا پڑھتے تھے : اللہُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ حُكْمَ وَحْشَ مَنْ يُحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الْأَدِي يَتَّلَعَّنِي حُكْمَ وَاجْعَلْ حَكْمَ أَحَبِّي إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ ابْنَ اللَّهِ يَعْلَمْ اپنی کی محبت عطا فرمایا۔ میں تھا ہے یہ ماگنا ہوں حضرت داؤد کے الفاظ میں، ہر اس وجود کی محبت عطا فرمائج بھی تیری طرف لے جائے جس کی محبت تیری محبت میں آگے بڑھاوے اور میں تھا ہے محبت مانگتا ہوں اس بات کی یعنی اپنے فس، اپنے امال، اپنے عزیزوں سے بڑھ کر جو چیز بھی محبوب ہے وہ تو ہے اور تو میرا تنام حبوب ہو جا کر مٹھنے پانی کی محبت سے بھی زیادہ یہ محبت ہو جائے۔

اب مٹھنے پانی کی محبت توان لوگوں کو علم ہے جو پایا ہے ہوں۔ درست کی کیا پیشہ کہ مٹھنے اپنی کیزیز ہے۔ یہاں آپ کے پیچے کو لا پینے بھرتے ہیں۔ توی جذبہ ہے اس دعا کا کہ اے اللہ بھی محبت عطا فرمائی محبت کہ کوئی چیز اتنی مجھے سیراب نہ کر سکے جو تیری محبت کرے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی عاجزانہ دعا تھی ہے باقاعدگی سے آپ مانگتے تھے اور میں جماعت کو بھی یہ سکھاتا ہوں کہ تم اپنے لئے یہ دعا کرو کیونکہ بغیر اللہ کی مدد کے چیزیں کچھ بھی حاصل نہیں ہو گا۔ جب اللہ کی محبت عطا ہو گئی تو پھر سب مسائل حل ہو گئے۔ پھر خدا کی راہ میں جو کچھ بھی خرچ کرنے کا تقاضا ہو گا کریں گے اور سمجھیں گے کہ کم ہوں ہے، بھتنا حق تھا وہ ادا نہیں ہو سکا۔ حضرت مصلح موعودؒ کی شعر بہت پسند تھا :

جَانَ رَدِّي وَيَ هُوَيَ اسِي كِي تَهِي
حَقَّ تَويَہَ ہے کَ حَقَ ادا نَهَہَا

کی مضمون ہے جو یہاں کرتے تھے۔ غالب کے سارے شرودوں میں سب سے زیادہ عزیز آپ کو یہ شعر تھا کہ ”جان ردی وی اسی کی تھی حق تویہ ہے کہ حق ادا نہہا“۔ برعکس حضرت مصلح موعود عرض کیا کرتے تھے خدا کے حضور کہ ہم نے جو کچھ پیش کیا ہے یہ گھر سے تو نہیں لائے سب کچھ تیری عطا تھی۔ جان دے سکتے ہیں مگر لائے کہاں سے تھے وہ بھی تو تھوڑے عطا تھی۔ حق تویہ ہے کہ حق ادا نہہا۔ کسی صورت ہم تیری عادات کا حق، تیری غلامی کا حق، تیری بندگی کا حق ادا نہیں کر سکتے۔

یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے اگر یہ بات سمجھیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو پھر خدا تعالیٰ کی دی ہوئی اسی کی تھی حق تویہ ہے کہ آپ کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا سلیقہ آجاتے ہیں اور اس کا مقابلہ عمر گزار دیں گے اور وہ وقت آجائے گا جب جان حقوق کو پہنچے گی اور آپ کامال آپ کامال نہیں رہے گا۔ پھر خدا کی فرشتے جو سلوک کریں وہی سلوک آئندہ بھی آپ سے وہاں جا کے بھی ہو گا۔ ساری عمر کی کامیابی، ساری عمر کی مختیں، ساری عمر کی عطا میں ناشکری میں اس طرح ضائع کر دیں کہ یہ زندگی بھی ہاتھ سے چلی جائے اور اگلی دنیا بھی ہاتھ سے جائے، یہ کون سی عقل کی بات ہے۔ پس آپ کو سمجھانے کی ضرورت تو ہے اور میں سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں مگر عقل ان کو ہی آئے گی جن کو خدا عقل دینا چاہے۔ میرے لئے نامکن ہے کہ گھوٹ کر آپ کو عقل پلا سکوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے لئے بھی یہ نامکن تھا۔ آپ کو اللہ نے یہ حکم دیا کہ تیرے سے سپرد کھوں کھوں کر پہنچانے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ تو پھنچاتا رہ۔ جو بھی اللہ کا حکم ہے اسے آگے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کر۔ اگر وہ نہیں سمجھتے تو تیرا قصور نہیں تو نے اپنی طرف سے ہر کو شش کر لی اس کے بعد پھر ان کا معاملہ خدا پر چھوڑ دے۔

پس میرا ہر گز یہ دعویٰ نہیں نعروذ بالله من ذلك کہ رسول اللہ کو جو مقام خدا نے عطا نہیں فرمایا وہ مجھے عطا فرمایا، ہر گز میرے وہم و مگان میں بھی یہ بات نہیں آسکت۔ مگر بلاغ کا جو مضمون میں سمجھتا ہوں رسول اللہ ﷺ سے، یہ ہے کہ اتنا سمجھانا کہ اس کے بعد سمجھانے کی کوئی حد باقی نہ رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری خطبہ میں یہی پیغام مرکزی میثیت رکھتا تھا۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے، رخصت ہونے کا وقت تھا ایک، آپ نے لازماً رخصت ہونا تھا لیکن یہ سوچیں کہ آپ کو خیال کیا تھا اس وقت۔ کون ساختاں آپ کے دل پر بقدر جماعت ہوئے تھا۔ وہ یہ تھا کہ میں نے پیغام پہنچا دیا جیسا کہ خدا نے مجھے کہا تھا کیا میں نے واقعی پہنچا دیا ہے۔ تو اپنے وصال سے پہلے تمام حاضرین سے گواہی لی ہے تم گواہی دو کہ جو کچھ خدا نے مجھے تمہیں پہنچانے کے لئے امانت پر دی کی تھی میں نے تم تک پہنچا دی۔ تمام مجھ اس سے برا مجھ کبھی پہلے نہیں اکھا ہوا۔ تمام مجھ نے بلند آواز سے گواہی دی کہ اے اللہ کے رسول تو نے پیغام پہنچا دی۔

یہ آپ کا جذبہ تھا پیغام پہنچانے کا۔ اس نے محض اس طرح پیغام پہنچا کر میں نے پہنچا دیا کافی نہیں ہے۔ پہنچاتے چلتے جان یہاں تک کہ زندگی کا آخری خیال یہ ہو کہ میں نے پہنچا دیا ہے کہ نہیں پہنچا دیا یہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی آللہ وسلم کا اسوہ حسن تھا۔ اس نے میں بھی صرف انہی مضمون میں آپ تک بار بار پیغام پہنچاتا ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی غلامی کے بعد اس کے سوا میرا کوئی اور فرض ہی نہیں رہتا کہ جس طرح آپ نے ایلاع کی کوشش کی میں بھی ہر ممکن کوشش کروں کہ آپ کے دلوں میں سچائی کو جاگوئیں کر سکوں لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ہوتا ہی ہے جو خدا کو منظور ہو اگر وہ نہ چاہے تو پھر کسی کو توفیق نہیں مل سکتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، ”کوئی کسی ادنیٰ درجے کے نواب کی خیانت کر کے اس کے سامنے نہیں ہو سکتا تو حکم الحاکمین کی خیانت کر کے کس طرح اسے اپنا چڑھہ دکھلا سکتا ہے“۔ کاش کوئی اس بات کو سمجھ جائے کہ جیسا بھی چڑھہ ہے خدا کو دکھلا نہ ہو کا اور عمر بھرا اس کی خیانت کرتے گزر گئی تو کون سامونہ لے کر خدا کے حضور حاضر ہو گئے۔ چھوٹے سے ایک فقرے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارے مضمون کی جان ڈال دی ہے۔ کتنا دل کو ہلا دینے والا فقرہ اور ضمیر کو جمادینے والا فقرہ ہے۔ ”اوپنی درجہ کے نواب کی خیانت کر کے اس کے سامنے نہیں ہو سکا“۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ ”تو حکم الحاکمین کی خیانت کر کے کس طرح اسے اپنا چڑھہ دکھلا سکتا ہے۔“

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”میں جو بار بار تاکید کر رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیے خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے کیونکہ اسلام اس وقت منزل کی حالت میں ہے۔ پیر دنی اور اندر رہی کمزوریوں کو دیکھ کر طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے اور زور سے مخالف مذاہب کا شکار بن رہا ہے۔“ یہ صورت حال ہے اس وقت جس کی وجہ سے مجھے امریکہ کے ضمیر کو جنجنھوڑنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ میں نے اب یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ جن لوگوں کے متعلق مجھے قطعی علم ہے کہ وہ اس قسم کی بددیا یہوں کا شکار ہیں اور وہو کہ دے رہے رہے ہیں ان کے ساتھ وہی سلوک کروں گا جو مسیح مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کو الگ کر دیا جائے۔ ان کے کسی چندے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ وہ مساجد کے نام پر دے رہے ہوں یا چندہ عام کے نام پر دے رہے ہوں یا وصیت کے نام پر دے رہے ہوں اور ان کے نفس گواہ ہیں ان کے خلاف اور ان کے خلاف لکھی جا چکی ہے۔ مرنے کے بعد ان کی جلدیں گواہ ہو گلی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تفصیل سے نہیں سمجھی چاہے کہ کس طرح وہ گواہی دیں گے قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں اس کو آپ پڑھ لیں تو یہ اسی قطعی بات ہے جس میں ایک ذرہ بھر بھی نہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ ضرورت ہے کہ کچھ نظام جماعت کو حرکت میں لائے کا نظام قائم کیا جائے۔

اب تک میرا جائزہ یہ ہے کہ آپ کی جماعت کے جو مصلحتیں ہیں اور چندہ اکٹھا کرنے والے ہیں ان کا ایک سرسری رجحان ہے جو شخص جو لکھوادے وہ کہتے ہیں پورا ادا کر رہا ہے۔ الی بعضاً فرستیں میرے سامنے آئیں جن میں یہ درج تھا کہ یہ صاحب بھی بالکل پورا ادا کر رہے ہیں، وہ صاحب بھی پورا ادا کر رہے ہیں۔ اور جب میں نے کام بھی پتا تو سی کہ لکٹا ادا کر رہے ہیں اس وقت بات کھلی کہ جن کو ممکن تھا۔ میرے لئے نامکن ہے کہ گھوٹ کر آپ کو عقل پلا سکوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے لئے بھی یہ ممکن تھا۔ آپ کو اللہ نے یہ حکم دیا کہ تیرے سے سپرد کھوں کھوں کر پہنچانے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ تو پھنچاتا رہ۔ جو بھی اللہ کا حکم ہے اسے آگے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کر۔ اگر وہ نہیں سمجھتے تو تیرا قصور نہیں تو نے اپنی طرف سے ہر کو شش کر لی اس کے بعد پھر ان کا معاملہ خدا پر چھوڑ دے۔

سارے پسے واپس کرنے شروع کریں اور جماعت امریکہ کو ایک کوڑی کا بھی نقصان نہیں ہو گا۔ باہر کی دنیا جماعت امریکہ کی مدد کرے گی اور اللہ کے فضل کے ساتھ آپ بے وحشک خدا کی راہ میں یہ قربانی دیں کہ ان کے چندے ان کو واپس کر دیں ہمیں قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک خوبست کادان ہے جو جماعت امریکہ پر لگا ہو اے آئندہ اب یہ واغ نہیں گے گا۔

پس میں امیر کھتا ہوں کہ امیر صاحب امریکہ اس یقین دہانی کے بعد جو میں نے ابھی کرانی ہے ذرہ بھی تردد نہیں کریں گے کہ ان لوگوں کی تفصیلی چھان بنیں کریں۔ ویسے تو مجھے یقین ہے کہ اگر میں یہ یقین دہانی نہ بھی کرو اتنا تو انہوں نے وہی کرنا تھا جو میں کہ رہا ہوں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ابھی اس نظام کو نافذ ہونے میں کچھ وقت لگے گا اس لئے جب تک یہ پوری طرح نافذ نہیں ہو جاتا کم سے کم جماعت امریکہ کے لئے ایک تبادل ذریعہ ضرور ہونا چاہیے۔

یہ بھی میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر جماعت امریکہ کے متمول لوگ اس توفیق کے مطابق خرچ کریں جو خدا تعالیٰ نے ان کو دی ہے تو آپ کو مساجد کے نام پر بھی کوئی روپیہ اکٹھا کرنے کی ضرورت نہیں جتنی پاہیں مساجد بنائیں ان سب کی ضرورت عام چندوں سے پوری ہو سکتی ہے۔ اس کے باوجود اتنی بڑی رقم ٹھیک ہے کہ تبلیغ کے راستے میں جو مالی ضرورتیں مشکل پیدا کر رہی ہیں وہ ساری حل ہو جائیں گی۔ اتنا دربیسی آپ کو تبلیغ کے لئے مل سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی ساری پرانی حسرتیں پوری کریں اور وہ انقلاب برپا کرنا شروع کر دیں جس کی ہمیں شدید ضرورت ہے۔ میں امیر کرتا ہوں کہ جماعت امریکہ کے وہ لوگ جو صاحب دل ہیں، جن کا ضمیر ابھی زندہ ہے، وہ کم سے کم اس سے استفادہ کر کے اپنی زندگی کا ایک نیا سفر شروع کریں گے۔ ☆.....☆.....☆

میں ہمیشہ کیا کرتا تھا اگر جماعت مجھے اگر ایے لوگوں سے غافل رکھے تو پھر میرا قصور نہیں ہے۔ میں ہمیشہ اصرار کرتا ہوں کہ میں کبھی کسی سے کوئی ذاتی ہدایہ نہیں اور گا

جب تک وہ جماعت کا حق پورا کریں کہ تا اور جماعت کی غلط اطلاعوں کی وجہ سے بعض ایسے لوگوں کا ذاتی ہدایہ لینے پر میں بڑی دیرے سے مجبور چلا آ رہا تھا، مجھے علم بھی نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے چھان میں کی تو پتہ چلا کہ ہر گزان کے کسی ہدایہ کی مجھے ضرورت نہ تھی، نہ ہے بلکہ میرے دل میں سخت کراہت پیدا ہو رہی ہے کہ کیوں لا علیٰ میں وہ ہدایہ لیتا رہا ہوں۔ جب تک جماعت سے ایسے لوگوں کے معاملات ٹھیک نہیں ہوئے ان کا کوئی بڑیہ میرے لئے کوئی محبت پیدا نہیں کر سکتا سوائے بوجھ کے، سوائے تکلیف کے میرے دل میں ان کا ہدایہ کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔

تو جماعت سے ٹھیک ہو جاؤ درنہ اب میں امیر صاحب کو یہ ہدایت دینے والا ہوں کہ ایسے لوگوں کی پوری چھان میں کریں اور محض سیکرٹری مال کی اس بات پر مدد جائیں کہ یہ سب کچھ دے رہے ہیں دینا نہ اڑا کی سے ایسے احمدی پرو فیشنل متر کریں جن کے چندے کے متعلق ہمیں سو فیصد یقین ہے کہ وہ پورا ہے اس کے حساب کا جائزہ لیں اور ان کے دس دس بارہ بارہ سال کے چندے اگر ان کو واپس کرنے پڑیں تو کر دئے جائیں۔ جو میری گھار نئی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے نتیجے میں جماعت احمدیہ امریکہ کو اگر کوئی خدشہ ہو مالی نقصان پہنچے کا تو اس کا میں ضامن ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کثرت سے باہر سے ایسے احمدی خدمت کرنے والے موجود ہیں جو میرے پاس الگار قیس جمع کر رہا دیتے ہیں جو بڑی بھاری رقبیں ہوتی ہیں اس اجازت کے ساتھ کہ میں جمال پا ہوں خرچ کروں۔ تو میں نے سیکرٹری مال جو ہمارے ساتھ سفر کر رہے ہیں ان کو ہدایت کر دی ہے کہ امیر صاحب کو یہ اطمینان دلادیں کریں